بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

میڈیا آفس
حزب التحریر
ولایہ پاکستان

حزب التحریر
HIZB UT TAHRIR

جمعرات، یکم محرم الحرام، 1442ھ | 20/08/2020 | نمبر: 1442/01

پریس ریلیز

رسول اللہ ﷺ کی بابرکت ہجرت اور مدینہ منورہ کی ریاست کے قیام کی یاد میں!

ہر سال آج کے دن، یکم محرم الحرام کو مسلمان اپنی عظیم تہذیب کی تاریخ کے ایک خوش کن اور اہم واقعہ کو یاد کرتے ہیں جب زمین پر حق وسچ کی ریاست، رسول اللہ ﷺ کی ریاست، مدینہ منورہ کی ریاست کے قیام کے ذریعے انسانیت کے لیے بہترین امت کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ وہ عظیم ریاست تھی جس میں پیغمبرِ رحمت ﷺ نے اُس رسالت کے پیغام کو نافذ کیا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ پر نازل فرمایا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لے آئے۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ وہ اس دن کی یاد منائیں اور رسول اللہ ﷺ کی بابرکت ہجرت پر غور کریں جس کے متعلق ہم کچھ امور بیان کر رہے ہیں:

پہلا: جو ہجرت کے واقعے پر روشن فکر کے ساتھ غور کرتا ہے تو اُس پر ہجرت سے قبل ہونے والے واقعات کا ہجرت کے ساتھ تعلق واضح ہو جاتا ہے۔ یقیناً ہجرت عقبہ کے مقام پر ہونے والی دوسری بیعت کے بعد ہوئی تھی جس میں اوس وخزرج قبائل کے اہل قوت افراد نے رسول اللہ ﷺ کو اطاعت کی بیعت اور مدینہ میں اسلام کی پہلی ریاست کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کی تھی۔ پیغمبر ﷺ کی سیرت کا جائزہ لینے والے ہر شخص پر یہ حقیقت واضح طور پر آشکار ہے۔ تو آئیں، عباس بن عبادہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر غور کریں جب انہوں نے انصار کی جانب سے بیعتِ کی مضبوطی کیلئے فرمایا تھا، "اے خزرج کے لوگو! کیا تمہیں احساس ہے کہ تم اس آدمی کی حمایت کر کے کس چیز کا وعدہ کر رہے ہو؟ اس کا مطلب ہے تمام لوگوں سے، ہر خاص وعام سے، سرخ وسفید اور کالے سے لڑو گے۔ اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ جب تم اپنا مال کھو دو گے اور تمہارے معزز افراد قتل کر دیئے جائیں، تو تم اس شخص (ﷺ) کو چھوڑ دو گے، تو بہتر ہے کہ ابھی سے چھوڑ دو، کیونکہ اگر تم نے بعد میں ایسا کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں اس دنیا اور آخرت، دونوں میں شرمسار کر دے گا۔ لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اپنی بیعت پر قائم رہو گے، چاہے تمہیں مال واسباب کا نقصان ہو یا تمہارے معزز لوگ قتل ہوں، تو اس (محمد ﷺ) کو اپنے ساتھ لے جاؤ، اللہ کی قسم، یہ دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے"۔ انصار نے جواب دیا، "اے اللہ کے رسول ﷺ، اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم آپ کو بیعت دیں"۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے بیعت دی۔ ہجرت اس وقت ہوئی جب انصار نے اسلام کو صرف عبادات اور اخلاقیات کے مذہب کے طور پر نہیں بلکہ ایک جامع عقیدے اور ایک مکمل نظامِ زندگی کے طور پر قبول کیا۔ اگر اسلام صرف فرد کی عبادات اور اخلاقیات تک ہی محدود ہوتا تو قریش کے لوگ کبھی آپ ﷺ اور صحابہؓ کے خلاف کھڑے نہ ہوتے اور نہ ہی انہیں ان کے دین کی وجہ سے اپنے ظلم کا نشانہ بناتے۔ اگر اسلام صرف فرد کی عبادات اور اخلاقیات تک ہی محدود ہوتا تو مغرب کے صلیبی اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے صلیبی جنگیں نہ شروع کرتے جو آج کے دن تک جاری ہیں جب وہ حقیقی اسلام، سیاسی اسلام کے خلاف مہمات چلاتے ہیں، وہ اسلام جو سیاست وریاست سمیت زندگی کے تمام امور کا احاطہ کرتا ہے۔

دوسرا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے مقصد سے وحی کے ذریعے آگاہ کیا جس کے لیے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا، تو جیسے ہی ہجرت کا عمل مکمل ہوا، اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی سرزمین پر قدم رکھا، تو آپ ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی کے مطابق نئی ریاست کے قوانین نافذ کرنا شروع کر دیے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مسجد بنائی تاکہ عبادت کے مقام کے ساتھ ساتھ ریاست کو ہیڈ کوارٹر بھی بن جائے، اور آپ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو ان کی پیروی کرتے ہیں، تعلقات کی نوعیت کو بیان کرنے کے لیے صحیفہ تحریر کروایا جو کہ ایک ہدایت نامہ تھا جس میں مسلمانوں کے یہودی قبائل کے ساتھ تعلقات کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس صحیفے کا آغاز ان الفاظ سے ہوا، **بسم الله الرحمن الرحيم. هذا كتاب من محمد النبي صلى الله عليه و سلّم بين المؤمنين المسلمين من قريش ويثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم، أنهم أمة واحدة من دون النّاس "بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ دستاویز محمد ﷺ کی طرف سے قریش (مہاجرین) کے اور یثرب کے مسلمانوں (انصارِ مدینہ) کے اور اُن کے جنہوں نے اِن کی اتباع کی، ان کے ساتھ آکر ملے اور ساتھ جہاد کیا، کے مابین ہے، کہ یہ لوگ دوسرے لوگوں سے جدا ایک امت ہیں"**۔ پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ ایمان والوں کے درمیان کس طرح کے تعلقات ہونے چاہیے۔ آپ ﷺ نے ایمان والوں کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے یہود کا بھی ذکر کیا، لہٰذا آپ ﷺ فرمایا، **وأن المؤمنين بعضهم موالي بعض دون النّاس، وأنه من تبعنا من يهود فإن له النصر والأسوة، غير مظلومين ولا متناصرين عليهم وان سلم المؤمنين واحدة، لا يسالم مؤمن دون مؤمن في قتال في سبيل الله إلاّ على سواء وعدل بينهم "۔۔۔ مسلمان دوسرے لوگوں سے جدا، آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ یہود جو ہماری اتباع کریں سو اُن کیلئے ہماری مدد ہے۔ اُن کے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہو گا اور اُن کے کسی دشمن کو مدد نہیں دی جائیگی۔ مسلمانوں کا امن ایک ہے۔ پس اللہ کی راہ میں قتال کے دوران ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو چھوڑ کر دشمن سے امن نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ یہ برابری پر ہو"**۔ اس دستاویز پر دستخط کر کے رسول اللہ ﷺ نے نئی قائم ہونے والی اسلامی ریاست میں رہنے والوں کے درمیان تعلقات کو مستقل اور مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا جبکہ آپ ﷺ نے ریاست اور کے آس پاس رہنے والے یہودی قبائل کے درمیان تعلقات بھی واضح بنیادوں پر قائم کر دیے۔

آپ ﷺ نے تعلقات کو منظم کرنے کے لیے عملی طور پر احکام شریعہ کو نافذ کرنا شروع کیا اور جو اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرتے ان پر اسلامی سزائیں جاری کرتے۔ مدینہ وہ ریاست تھی جس کے سربراہ رسول اللہ ﷺ تھے، اور حقیقی معنوں میں اس کے سربراہ تھے۔ لہٰذا جب بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تو وہ رسول ہونے کی حیثیت سے اسے لوگوں تک پہنچا دیتے اور اس وحی کو ریاست کے سربراہ ہونے کے ناطے عملی طور پر نافذ فرماتے۔ اس طرح جہاد کے احکامات، جو پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچانے کا شرعی

طریقہ کار ہے، نافذ کیے گئے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے علم اپنے ہاتھوں سے باندھے اور فوجی مہمات بھیجیں جس کے ذریعے مدینہ میں قائم ہونے والی نئی سیاسی طاقت کے ظہور کا اعلان اور اس کی طاقت کا مظاہرہ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے جتنے بھی اقدامات اٹھائے، وہ اسلام کی عظمت کو بیان کرتے تھے، وہ اسلام جسے آپ ﷺ لائے تاکہ لوگوں کو اسلام کی صرف دعوت ہی نہ دی جائے بلکہ ان پر اسلام کی بنیاد پر حکمرانی بھی کی جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس بات کی بھی خوشی منانی چاہیے کہ ہجرت کے بعد قائم ہونے والی ریاست کی وجہ سے لوگ جوق در جوق اسلام میں اور اس کی حکمرانی کے سائے میں داخل ہوئے۔

تیسرا: آج کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ہجرت کے حقیقی معنی اور مقصد کو بحال کریں۔ تو مسلمانوں کو دنیا کی فکروں کے بے جا بوجھ کو اپنے کندھوں سے جھٹکتے ہوئے حزب التحریر کے ساتھ اسلام کی دعوت پہنچانی چاہیے تاآنکہ مسلمان ہجرت کے اصل مقصد کو ایک بار پھر حاصل کرلیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اسلام کی حکمرانی کے مسئلے کو اپنی زندگی کا مرکزی مسئلہ بنائیں۔ یقیناً مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نبوت کے نقش قدم پر دوسری خلافت راشدہ کے قیام کو اپنی زندگی کا اہم ترین مقصد بنالیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی ان کے تمام اہداف میں سے سب سے اہم ہدف ہے۔ صرف اور صرف ایسا کرنے سے ہی مسلمانوں میں ایک بار پھر ہجرت کے حقیقی معنی اور مقصد اجاگر ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ "ہم اپنے پیغمبروں کی اور جولوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (یعنی قیامت کو بھی)**" (الغفار: 51)۔

اے اہل قوت! جہاں تک آپ کا تعلق ہے، تو آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انصار (مددگار) ہیں اور دین کو نصرۃ (مدد) فراہم کرنا آپ پر فرض ہے۔ اسلام آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ نصرۃ فراہم کرنے میں ایک دن بلکہ ایک گھنٹے کی بھی تاخیر کریں۔ یہ جان لیں کہ دین کے لیے نصرہ، دنیا سے محبت اور جبر سے خوف کے سائے میں نہیں دیا جا سکتا۔ تو حزب التحریر اور اس کی دعوت کو نصرۃ فراہم کرنے کے لیے آگے بڑھیں، اسے بیعت دیں تاکہ اسلام کی دوسری ریاست، نبوت کے نقش قدم پر ریاستِ خلافت، قائم ہو۔ تو آج کے انصار بنیں جیسے ماضی میں مدینہ کے لوگ انصار بنے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ "مومنو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ کون ہیں جو میرے ساتھ اللہ کے انصار ہونگے۔ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں**" (الصف: 14)۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس